قیامت کس طرح واقع ہو گی؟

محدثین نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانشین مُقعَد کی موت کے بعد تیس سال گزرنے نہ پائیں گے کہ قرآن لوگوں کے سینوں سے اٹھا لیا جائے گا...... مشہور محدث امام حاکم لکھتے ہیں کہ پہاڑ اپنے مرکزوں سے ہٹ جائیں گے اس کے بعد روحیں قبض ہوں گی...... صحیح مسلم میں ہے کہ ایک خوشگوار ہوا آئے گی جو تمام مومنین کی روح قبض کر لے گی اور کوئی مومن دنیا میں باقی نہ رہے گا اور پھر دنیا میں صرف بدترین لوگ رہیں گے اور یہ لوگ گدھوں کی طرح جماع کیا کریں گے......

احادیث نبویہ میں قیامت سے بالکل قریب کی حالت ترتیب وار اس طرح بیان ہوئی ہے کہ:

☆...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانشین مُقعَد کی موت کے بعد تیس سال گزرنے نہ پائیں گے کہ قرآن لوگوں کے سینوں سے اٹھا لیا جائے گا...... (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ)

☆...... پہاڑ اپنے مرکزوں سے ہٹ جائیں گے اس کے بعد روحیں قبض ہوں گی...... (حاکم)

☆...... ایک خوشگوار ہوا آئے گی جو تمام مومنین کی روح قبض کر لے گی اور کوئی مومن دنیا میں باقی نہ رہے گا...... (صحیح مسلم/سیوطی/نُعیم بن حماد)

☆...... پھر دنیا میں صرف بدترین لوگ رہیں گے...... (صحیح مسلم)

☆...... اور یہ لوگ گدھوں کی طرح جماع کیا کریں گے...... (صحیح مسلم)

☆...... یہ لوگ نہ کسی دین کو جانتے ہوں گے نہ سنت کو اور مومنین کی موت کے بعد یہ سو سال تک رہیں گے اور ان ہی پر قیامت آئے گی...... (نُعیم بن حماد)

☆...... پھر پہاڑ دھن دیے جائیں گے اور زمین چمڑے کی طرح پھیلا کر سیدھی کر دی جائے گی اس کے بعد قیامت کا حال پورے دنوں کی اس گابھن یعنی حاملہ اونٹنی کی طرح ہو گا جس کے مالک ہر وقت انتظار میں ہوں کہ دن رات میں نہ معلوم کب بچہ جَن دے...... (مسند احمد)

☆...... بالآخر ان ہی بدترین لوگوں پر قیامت آ جائے گی...... (صحیح مسلم)

حرفِ آخر

قارئین کرام!...... میں نے آپ کے سامنے قیامت سے قبل ظاہر ہونے والی علامات اور کیفیات تفصیل سے بیان کردیں...... کوئی حساس دل ودماغ رکھنے والا مسلمان ایسا نہیں ہوگا جو قرآن وحدیث میں بیان ہونے والے اِن حقائق کو پڑھ کر عبرت نہ پکڑے اور اسے آخرت کا خوف دامن گیر نہ ہو...... اِن ہولناک علامات کے مطالعے کے بعد یقیناً آپ کے ذہن میں اِن غیر معمولی علاماتِ قیامت سے بچاؤ کے لیے پیشگی احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا خیال بھی بیدار ہوا ہوگا جو مستقبل قریب میں پیش آنے والی ہیں بالخصوص ملعون دجّال کے فتنہ وفریب سے خود کو اور آنے والی نسلوں کو تحفظ دینے کی تحریک پیدا ہوئی ہوگی......

آنے والی عظیم ترین آزمائش میں سرخروئی کے لیے ضروری ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایسی تدابیر اختیار کریں کہ ایمان سلامت رہے اور بروزِ حشر خالق حقیقی کے حضور شرمندگی نہ اٹھانی پڑے...... مگر یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اِن فتنوں اور خوں ریز معرکوں کی تیاری کے لیے ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟...... خاص طور پر اِن حالات میں کہ جب اِن فتنوں نے سر اٹھالیا ہے اور کسی بھی وقت پوری قوت کے ساتھ نمودار ہوا چاہتے ہیں......

اس حوالے سے سب سے پہلی احتیاطی تدبیر تو یہ ہے کہ ہم اپنی ذات میں علمی بصیرت پیدا کریں...... یہاں علمی بصیرت سے میری مراد وہ صحیح علم ہے جس کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہو اور خرافات اور ضلالت وگمراہی سے پاک ہو...... صحیح علم قرآن، حدیث، فقہ اور شریعت کا علم ہے اور خاص طور پر اس سے مراد اُس مرحلے کی سوجھ بوجھ ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں یعنی پہلا خونریز معرکہ کب ہوگا؟...... امام مہدی کا ظہور کب ہوگا؟...... ہم اُن کو کس طرح پہچانیں گے؟...... دجّال کا خروج کب ہوگا؟...... اُس کے خصائل کیا ہیں؟ ...... اور اُس کے فتنے کا پھیلاؤ کیا ہے؟...... یہ اور اِس جیسے دیگر معاملات سے آگاہی اِس لیے بھی ضروری ہے کہ آنے والے دورِ پُرفتن میں پیش آنے والے

واقعات سے عدم واقفیت انسان کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل سکتی ہے جیسا کہ آپ گزشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ کوئی بھی بے خبر انسان دجّال کے فتنے میں مبتلا ہو سکتا ہے کیونکہ جب دجّال اُس سے کہے گا: کیا خیال ہے اگر میں تمہارے والدین کو زندہ کر دوں تو تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ تو وہ جواب دے گا؟ ہاں...... پھر دو شیطان اس کے والدین کا روپ دھار کر سامنے آ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے کہ اس کی پیروی کرو، یہ تمہارا رب ہے چنانچہ وہ بے خبر انسان اس پر ایمان لے آئے گا کیونکہ اسے یہ پتہ نہیں ہوگا کہ یہ دجال ہے اور اُسے فتنے میں مبتلا کرنا چاہتا ہے...... چنانچہ ان فتنوں سے بچنے کا اس کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہیں کہ اپنی ذات میں علمی بصیرت پیدا کی جائے اور یہ بصیرت اللہ کے حضور اخلاص، توفیق الٰہی اور صحیح فہم سے پیدا ہوگی اور یہ صفات تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں اور تقویٰ وہ دین ہے جسے پروردگار دے......

دوسری تدبیر اس فتنے سے بچنے کی یہ ہے کہ ہم اگر ان فتنوں سے نمٹنے کی بصیرت رکھتے ہیں اور ان سے کماحقہٗ آگاہی ہمیں حاصل ہے تو اسے محض خود تک محدود نہ رکھیں بلکہ اس سے دوسروں کو بھی بچائیں کیونکہ ایسا کرنے والا اللہ کی طرف دعوت دینے والے کہلائے گا اور کسی شخص کو ان فتنوں سے بچانے والا بھی اتنے ہی اجر کا حق دار گا جتنا کہ بچنے والا......

ان فتنوں سے بچنے کی تیسری تدبیر یا ڈھال "گناہوں سے توبہ" ہے...... خواہ گناہ بڑے ہوں یا چھوٹے...... پوشیدہ ہوں یا علانیہ...... ان سے جس قدر جلد توبہ کر لی جائے وہ غنیمت ہے کیونکہ فتنوں کے زمانے میں ہمارے ہوش وحواس جاتے رہیں گے اور شاید ہمیں توبہ کی مہلت ہی نہ ملے لہٰذا اگر کسی نے پہلے سے توبہ نہ کی ہوگی تو بھوک، فقر، قحط، خشک سالی، فتنے اور جنگ وجدال ہمیں توبہ کی مہلت ہی کب دیں گے؟......

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "سات باتوں سے پہلے پہلے نیک کام کر لو...... کیا تم ایسے فقر کے انتظار میں ہو جو غافل کر دے؟ ...... یا ایسی تونگری کے انتظار میں ہو جو سرکشی پر آمادہ

کرے؟...... یا ایسے مرض کے انتظار میں ہو جو تباہ و برباد کر دے؟...... یا ایسے بڑھاپے کے انتظار میں ہو جو عقل کو ضعیف کر دے؟...... یا ایسی موت کے انتظار میں ہو جو کام تمام کر دے؟...... یا دجال کے انتظار میں ہو کیونکہ نہ دکھائی دینے والی برائی تمہارا انتظار کر رہی ہے...... یا تم قیامت کے آنے کے انتظار میں ہو کہ قیامت کی مصیبت سب سے بڑھ چڑھ کر ہوگی"...... (جامع ترمذی)

پس یہ ہی وقت ہے توبہ واستغفار کا اس سے پہلے کہ فتنے ہم پر دھاوا بول دیں اور پیشتر اس کے کہ مغرب سے آفتاب طلوع ہو اور درِ توبہ بند ہو جائے......

چوتھا طریقہ ان فتنوں سے بچنے کا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم دنیا سے بے رغبتی اختیار کر لیں...... یہاں بے رغبتی سے مراد دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنا ہرگز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرماتے تھے، پانی نوش فرماتے تھے، محوِ استراحت ہوتے تھے، رشتۂ ازدواج سے بھی منسلک تھے، بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے اور دنیا داری کے دیگر معاملات کی طرف بھی توجہ دیتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں ایسے رہو جیسے ایک پردیسی مسافر رہتا ہے یعنی دنیا سے اس قدر زادِ راہ لو جو مسافر کو منزل تک پہنچا دے...... چنانچہ یہاں دنیا سے بے رغبتی سے مراد محض اتنی ہے کہ دنیا کی محبت کو ترک کر دیا جائے کیونکہ یہ سب مصیبتوں کی جڑ ہے...... جو آدمی دنیا سے اس قدر محبت کرتا ہے کہ محبت اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر جائے وہ حسد کرنے لگتا ہے، ظلم کا خوگر بن جاتا ہے، حرص وطمع کا شکار ہو جاتا ہے اور بغاوت وسرکشی پر آمادہ ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ......

پانچویں شے جو ان فتنوں سے ہمیں بچا سکتی ہے وہ ہیں ہمارے نیک اعمال جو آخرت کا توشہ بھی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۞ (سورۃ البقرہ، آیت ۱۹۷)

ترجمہ: اور سامانِ سفر ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ تقویٰ ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو......

لہٰذا ابھی وقت ہے نیکیاں کمانے کا...... کامیاب اور خوش بخت وہ ہے جو اس موقعے کو غنیمت جان

کر اپنے نیک اعمال کا ذخیرہ بڑھاتا ہے اور نقصان میں وہ ہے جو اس میں کوتاہی کرتا ہے اور خسارہ اٹھاتا ہے...... نیکی کے دروازے کئی ایک ہیں، آسان بھی ہیں اور مشکل بھی...... نیکیوں کا حصول ذکر الٰہی، تلاوت قرآن، صوم وصلوٰۃ کی پابندی، تسبیح وتہلیل، درود ووظائف اور دیگر عبادات سے بھی ممکن ہے اور دکھی انسانیت کی خدمت یعنی حقوق العباد کی ادائیگی بھی نیکیاں کمانے کا بہترین وسیلہ ہیں...... والدین کی فرمانبرداری، صلۂ رحمی، حسن سلوک، مہمان نوازی، مریضوں کی تیمارداری، بیواؤں اور یتیموں کی دادرسی بھی درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہیں...... چنانچہ نیکی کے دروازے بہت سے ہیں اور سب کھلے ہیں، ان کے حصول میں اگر کوئی تاخیر ہے تو ہماری طرف سے ہے......

چھٹا عمل جو ہمیں ان فتنوں سے بچا سکتا ہے وہ ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت...... مومن اللہ تعالیٰ کی شریعت کے بارے میں حیل وحجت نہیں کرتا...... جب اس کے پاس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی حکم آتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ ہم نے سن لیا اور اطاعت کی...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ (سورۃ الاحزاب، آیت ۳۶)

ترجمہ: اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے تو انہیں اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہ ہوا......

بالکل اسی طرح ضروری ہے کہ قرآن مجید میں موجود احکام ہی نہیں بلکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت احکامات پر بھی من وعن عمل کیا جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے ایسا ہی ہے جیسا اللہ نے کسی چیز کے حرام ہونے کا حکم دیا ہے...... قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سورۃ الحشر، آیت ۷)

(اور تمہارے نبی جو شے تمہیں دیں اُسے لے لو اور جس شے سے روک دیں اُس سے رک جاؤ)

پس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت اور غیر متزلزل ایمان ہی ہمیں فتنوں کی ان بارشوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے......

ساتویں پیش بندی جو ہمیں اچانک ٹوٹ پڑنے والی ان آفتوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں بتانِ رنگ وبو کو چھوڑ کر ایک ملت میں گم ہونا یعنی فرقہ بندی اور اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک امت میں ضم ہونا پڑے گا...... فرقہ بندی ہم سے پہلے گزرنے والی امتوں کی بیماری ہے...... ایسی لاعلاج بیماری کہ جب بھی کسی امت کو لاحق ہوئی، اُسے تباہ وبرباد کر دیا اور اُس کی ہوا اکھڑ گئی......

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”پہلی امتوں کی بیماری، حسد اور کینہ تمہارے اندر سرایت کر گئی ہے، یہ بیماری حجامت بنا دیتی ہے، دین کی نہ کہ بالوں کی...... قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے، تم اُس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو...... کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں جس کے کرنے سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے...... اپنے درمیان سلام کو پھیلاؤ“...... (مسند احمد/ جامع ترمذی)

مسلمانوں کے درمیان انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے اختلاف ترک کرنا فرض اور واجب ہے، خاص طور پر ایسے کڑے وقت میں کہ جب دشمن قوتیں ان پر دھاوا بول رہی ہیں اور اقوامِ عالم متحد کر ان پر ایسے ٹوٹ پڑی ہیں جیسا کہ کھانے والے لذیذ کھانوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں......

یہ وقت ہے سوچنے کا کہ ہم کس عظیم ابتلا سے دوچار ہونے والے ہیں...... یہ وقت ہے امتحان کا اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو ہم سے زیادہ کوئی خوش نصیب نہ ہوگا...... اور اگر ناکام ہو گئے تو دنیاوی مسرتوں کے باوجود ہم سے زیادہ بدبخت اور ناکام ونامراد کوئی نہ ہوگا...... یہ وقت ہے اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکنے کا اور اُس سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے کا جو تمام کائنات کا پالن ہار ہے...... کیا ہم قیامت سے قبل ہی اس دنیا میں شروع ہونے والے اس عذاب کو برداشت کرنے کے بھی قابل ہیں جو ہمارے سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے ہم پر مسلط کر دیا گیا ہے...... ہماری تو ابھی سے چیخیں

نکل گئی ہیں...... زبانیں باہر آ گئی ہیں...... دماغ ماؤف اور معطل ہو چکے ہیں اور ہم ابھی تک یہ سوال کرتے پھر رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے؟...... کوئی گریبانوں میں ندامت کے آنسوؤں سے تر آنکھوں سے نہیں جھانکتا...... ہچکیوں سے روتے ہوئے اپنے رب سے اپنی بدترین کوتاہیوں پر معافی نہیں مانگتا...... کوئی ہے جو باآواز بلند یہ صدا لگائے کہ مسلمانوں...... ہم سے ہمارا رب روٹھ گیا ہے...... ہم سے بہت سی خطائیں ہو گئیں...... آؤ اس رب العزت سے گڑگڑا کر کہیں کہ ہمیں معاف کر دے...... ہم پر رحم فرمائے...... اگر اس نے ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم سے زیادہ خسارے میں کوئی نہ ہوگا...... اس مناجات اور التجا پر اپنی معروضات کا اختتام کرتا ہوں کہ......

بے بسی ہو جو مجھے پرسش اعمال کے وقت

دوستو کیا کہوں اُس وقت تمنا کیا ہے ؟

کاش فریاد مری سن کے یہ فرمائیں حضور ﷺ

ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے ، غوغا کیا ہے ؟

کون آفت زدہ ہے ، کس پہ بلا ٹوٹی ہے

کس مصیبت میں گرفتار ہے ، صدمہ کیا ہے ؟

کس سے کہتا ہے کہ ﷲ خبر لیجیے میری

کیوں ہے بے تاب ، یہ بے چینی کا رونا کیا ہے ؟

اِس کی بے چینی سے ہے خاطرِ اقدس پہ ملال

بے کسی کیسی ہے پوچھو ، کوئی گزرا کیا ہے ؟

یوں ملائک کریں معروض کہ اِک مجرم ہے

اس سے پرسش ہے بتا تُو نے کیا کیا ہے ؟

سامنا قہر کا ہے دفترِ اعمال ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے ؟

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
بندہ بے کس ہے شہا ، رحم میں وقفہ کیا ہے ؟

اب کوئی دَم میں گرفتارِ بلا ہوتا ہوں
آپ آجائیں تو کیا خوف ہے ، کھٹکا کیا ہے ؟

سن کے یہ عرض میری بحرِ کرم جوش میں آئے
یوں ملائک کو ہو ارشاد ، ٹھہرنا کیا ہے ؟

کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو
ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے ؟

اُن کی آواز پہ کر اُٹھوں میں بے ساختہ شور
اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے ؟

لو وہ آیا مرا حامی ، مرا غمخوارِ اُمم
آگئی جاں تنِ بے جاں میں ، یہ آنا کیا ہے ؟

پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپالیں سرور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے ؟

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے ؟

سامنا قہر کا ہے دفترِ اعمال ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے ؟
آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رسل ﷺ
بندہ بے کس ہے شہا ، رحم میں وقفہ کیا ہے ؟
اب کوئی دم میں گرفتارِ بلا ہوتا ہوں
آپ آجائیں تو کیا خوف ہے ، کھٹکا کیا ہے ؟
سن کے یہ عرض میری بحرِ کرم جوش میں آئے
یوں ملائک کو ہو ارشاد ، ٹھہرنا کیا ہے ؟
کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو
ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے ؟
اُن کی آواز پہ کر اُٹھوں میں بے ساختہ شور
اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے ؟
لو وہ آیا مرا حامی ، مرا غمخوارِ اُمم
آگئی جاں تنِ بے جاں میں ، یہ آنا کیا ہے ؟
پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپالیں سرور ﷺ
اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے ؟
بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے ؟

حصہ چہارم

مناظرِ قیامت

The Scenario of The Judgment Day

مناظرِ قیامت

گزشتہ صفحات میں قیامت کا صور پھونکے جانے سے قبل کی علامات تفصیل کے ساتھ بیان کردی گئی ہیں اور یہ ہی اس تصنیف کی اصل غرض وغایت تھی...... اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اختصار کے ساتھ قیامت کا صور پھونکے جانے کے بعد کے مراحل اور پھر جہنم کی ہولناکیوں کا تذکرہ بھی کردیا جائے تاکہ قارئین مناظر بعداز قیامت سے بھی آگاہ ہوسکیں......

صورِ قیامت کی پہلی آواز:

قیامت کی ابتدا صور پھونکے جانے سے ہوگی جس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور منہ میں لیے، اپنی پیشانی جھکائے، کان اللہ تعالیٰ کے حکم پر لگائے ہوئے ہیں...... جیسے ہی اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا وہ صور پھونکنا شروع کردیں گے اور قیامت کا آغاز ہوجائے گا اور وہ عظیم حادثہ رونما ہوجائے گا جس کی بابت سورۃ القارعہ میں ارشاد ہوتا ہے......

اَلْقَارِعَةُ ۝۱ مَا الْقَارِعَةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝۴ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۸ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝۹ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱ (سورۃ القارعہ، آیات ا تا ۱۱)

ترجمہ: عظیم حادثہ، کیا ہے وہ عظیم حادثہ؟ تم کیا جانو کہ وہ عظیم حادثہ کیا ہے؟ وہ دن جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ رنگ برنگ کے دُھنکے ہوئے اُون کی طرح ہوں گے، پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ تو دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی منزل گہری کھائی ہوگی اور تمہیں کیا خبر وہ کیا ہے، بھڑکتی ہوئی آگ......

صورِ قیامت کی آواز کی شدت سے ہر چیز فنا ہوجائے گی...... صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق یہ جمعے کا

دن ہو گا...... جب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ اچانک مشرق و مغرب کے تمام لوگ ایک لمبی آواز سنیں گے جو آہستہ آہستہ اونچی ہوتی چلی جائے گی...... سب سے پہلے صور کی آواز ایک شخص کے کان میں پڑے گی...... وہ اپنے اونٹ کے حوض کو لیپتا ہو گا اور آواز سنتے ہی بے ہوش ہو جائے گا پھر سب آدمی بے ہوش ہو جائیں گے اور دنیا میں ہلچل مچ جائے گی...... صور کی نامانوس آواز کی ہولناکی اور کرختگی کی وجہ سے لوگوں میں اضطراب اور بے چینی پھیل جائے گی...... جب صور کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح شدت اختیار کر جائے گی تب لوگ مرنا شروع ہو جائیں گے...... جو آدمی جہاں ہو گا وہیں گر پڑے گا...... جیسے جیسے صور کی آواز بلند ہوتی چلی جائے گی ویسے ویسے نظام کائنات درہم برہم ہونا شروع ہو جائے گا...... زمین آندھی میں ہچکولے کھانے والی شمع کی طرح زلزلوں کی زد میں آجائے گی...... پہاڑ گرد و غبار بن کر اڑنے لگیں گے...... سمندوں میں آگ بھڑک اٹھے گی...... چاند اور سورج ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور زمین بھی معدوم ہو جائے گی...... تمام مخلوقات یعنی انسان، جن اور فرشتے فنا ہو جائیں گے حتیٰ کہ ملک الموت اپنی روح بھی اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیں گے...... یوں ہر جاندار اور غیر جاندار شے فنا ہو جائے گی بس صرف ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات باقی رہ جائے گی اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا یہ ارشاد پورا ہو جائے گا......

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

ترجمہ: ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہونے والی ہے اور صرف تیرے رب ذوالجلال والاکرام کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے......

جب ہر چیز فنا ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا......

اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ ؟...... اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ؟...... لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؟......

(دنیا میں جبار بننے والے کہاں ہیں؟ دنیا میں متکبر بننے والے کہاں ہیں؟ آج کے روز بادشاہی کس کی ہے؟)

طویل سناٹے کے بعد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ خود ہی اس سوال کا جواب ارشاد فرمائے گا......

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارُ...... یعنی آج کے روز بادشاہی صرف ایک اللہ قہار کی ہے۔

یوم النشور... جب دوسرا صور پھونکا جائے گا جسے سن کر مُردے اٹھ کھڑے ہوں گے

بعض محدثین نے لکھا ہے کہ پہلا صور پھونکے جانے کو چالیس برس کا عرصہ گزر جائے گا تو اللہ رب العزت حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرمائے گا...... وہ دوسرا صور پھونکیں گے...... دوسرا صور پھونکے جانے کے بعد جو مراحل پیش آئیں گے ان میں نشور، حشر، حساب، میزان، صراط اور جنت و دوزخ میں داخلے کے مراحل قابل ذکر ہیں......

بہر کیف جب حضرت اسرافیل علیہ السلام دوسرا صور پھونکیں گے تو سب سے پہلے ملائکہ پھر زمین و آسمان اور پھر چاند سورج نمودار ہوں گے...... پھر انسانوں کو دوبارہ بیدار کرنے کے لیے آسمان سے ایک بارش نازل ہوگی جس کے نتیجے میں جس طرح گھاس اُگتی ہے بالکل اسی طرح زمین کا ہر ذی روح، جسم کے ساتھ اُگ جائے گا اور درخت کی طرح اچانک نمودار ہو جائے گا...... ہر انسان کی ریڑھ کی ہڈی سے پورا انسانی ڈھانچہ تیار ہو جائے گا اور اس پر گوشت پوست بھی چڑھا دیا جائے گا اور پھر تمام انسان ننگے پاؤں اور ننگے بدن اٹھ کھڑے ہوں گے جس طرح کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اور سورۃ الانعام میں موجود اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی پورا ہو جائے گا کہ:

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (سورۃ الانعام، آیت ۹۴)

(تم لوگ فرداً فرداً ہمارے پاس حاضر ہو گے جس طرح ہم نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا تھا)

انسانوں کے دوبارہ زندہ ہونے کا یہ مرحلہ نشور کہلاتا ہے جب قبروں کے مردے اپنے اصلی جسم کے ساتھ اٹھیں گے......

سب سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنتی قبا زیب تن فرمائے اپنی قبر اقدس سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اٹھیں گے...... پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام، شہداء، صالحین، علمائے کرام اور اہل ایمان اٹھیں گے...... پھر ہر گروہ کے لوگ چاہے وہ بے گناہ ہوں یا گنہگار اٹھ کھڑے ہوں گے......

پھر لوگ حشر کی جانب روانہ ہوں گے:

قبروں سے اٹھتے ہی ہر انسان پر دو فرشتے مقرر کر دیے جائیں گے جو اسے میدان حشر تک لے کر جائیں گے...... قبر سے میدان حشر تک کے سفر میں ہر شخص کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق سلوک کیا جائے گا...... کچھ لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر پیدل میدان حشر پہنچیں گے...... کچھ اپنی قبروں سے اٹھ کر سواریوں پر میدان حشر پہنچیں گے...... کافروں کو ایک آگ ہانک کر میدان حشر میں لائے گی...... اور کچھ لوگ اندھے اور بہرے ہونے کے باوجود منہ کے بل چل چل کر میدان حشر پہنچیں گے...... کچھ لوگوں کو فرشتے منہ کے بل گھسیٹ کر میدان حشر میں لائیں گے اور بالآخر میدان حشر میں تمام مخلوق اکٹھی ہو جائے گی اور ایک فرد بھی باقی نہ بچے گا...... ایک متفق علیہ حدیث کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے...... جمع کیے جائیں گے لوگ تین قسموں پر...... ایک تو وہ جو اپنے مراتب کے لحاظ سے اونٹوں پر سوار ہوں گے...... یعنی دو ایک اونٹ پر سوار ہوں گے...... تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر...... دوسرے وہ جو جنت کے خواہش مند ہوں گے مگر دوزخ سے ڈرنے والے ہوں گے...... اور تیسرے وہ جن کو آگ جمع کرے گی...... جہاں وہ قیلولہ کریں گے آگ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی...... جہاں وہ رات گزاریں گے آگ بھی وہیں رات گزارے گی...... جہاں وہ صبح کریں گے آگ بھی وہیں صبح کرے گی...... جہاں وہ شام کریں گے وہیں آگ بھی شام کرے گی...... غرض جہاں وہ ہوں گے وہیں ان کے ساتھ آگ ہو گی......

صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں ہے کہ ایک آگ لوگوں کو محشر یعنی شام کی طرف ہانک کر لے جائے گی...... محشر جمع کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں...... مسند احمد اور جامع ترمذی میں ہے کہ محشر سے مراد ملک شام ہے جہاں صور پھونکے جانے کے بعد میدان حشر قائم ہو گا...... یہ فیصلے کا دن ہے...... وہ ہی دن جس کے متعلق سورۃ النبا میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۙ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۙ (سورۃ النبا، آیات ۱۷ تا ۱۸)

ترجمہ: بے شک فیصلے کا دن ایک مقرر وقت ہے، جس روز صور میں پھونک ماردی جائے گی اور تم فوج درفوج نکل آؤ گے......

میدان حشر کے مناظر:

ارشاد ہوتا ہے......

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۙ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۙ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝ (سورۃ القمر، آیات ۶ تا ۸)

ترجمہ: جس روز پکارنے والا ایک سخت ناگوار چیز کی طرف پکارے گا، لوگ سہمی ہوئی نگاہوں کے ساتھ اپنی قبروں سے اس طرح نکلیں گے گویا وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں، پکارنے والے کی طرف دوڑے جارہے ہوں گے اور وہ ہی منکرین جو دنیا میں اس کا انکار کرتے تھے، اس وقت کہیں گے کہ یہ دن تو بڑا کٹھن ہے......

حشر کے مراحل کتنے کٹھن اور دشوار ہوں گے اس کا اندازہ قرآن مجید کی ان آیات سے لگایا جاسکتا ہے......سورۂ مزمل میں ارشاد ہوتا ہے......قیامت کا دن بچوں کو بوڑھا کردے گا......سورۂ مومنون میں ارشاد ہوتا ہے کہ لوگوں کے کلیجے منہ کو آجائیں گے......وہ غم سے بھرے ہوں گے لیکن کوئی غم گسار اور سفارشی میسر نہ آئے گا......سورۃ المعارج کی آیات گواہی دیتی ہیں کہ اُس روز کے عذاب سے بچنے کے لیے مجرم چاہے گا کہ اپنی اولاد، اپنی بیوی، اپنے بھائی، اپنے خاندان کو جو اس کا سہارا تھا حتیٰ کہ روئے زمین کی ہر شے کو بطور تاوان دے دے لیکن ایسا ممکن نہیں ہوگا......سورۃ القیامہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ اُس روز آنکھیں پتھرا جائیں گی، چاند گہنا جائے گا، سورج اور چاند ملا دیے جائیں گے، انسان کہے گا کہ کہاں بھاگ کر جاؤں لیکن اس روز کوئی جائے پناہ نہیں ملے گی......

صحیح مسلم میں ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حشر کے روز کیا لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے نہیں؟...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس روز کی مصیبت اتنی زیادہ ہوگی کہ کسی شخص کو کسی دوسرے کی طرف دیکھنے کا ہوش نہیں ہوگا''...... (صحیح مسلم)

صحیح مسلم ہی میں ہے کہ میدان حشر میں جہاں لوگ ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہوں گے...... سورج ایک میل کے فاصلے پر لے آیا جائے گا...... بعض نے لکھا ہے کہ سورج سوا نیزے پر ہوگا...... لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے...... کوئی ٹخنوں تک، کوئی گھٹنوں تک، کوئی کمر تک اور کسی کو منہ میں پسینے کی لگام آئی ہوئی ہوگی...... (صحیح مسلم)

اُس وقت ایک پرچم جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مخصوص ہے لایا جائے گا...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز یہ جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا...... محدثین لکھتے ہیں کہ قیامت کے روز دس پرچم امت مسلمہ کی دس عظیم ہستیوں کے ہاتھوں میں ہوں گے...... پرچم صداقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام صدیقین اس کے نیچے ہوں گے...... اور پرچم عدل سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام عادلین اس کے نیچے ہوں گے...... اور پرچم سخاوت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا اور سب سخی اس کے نیچے ہوں گے...... اور پرچم شہادت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام شہدا اس کے نیچے ہوں گے...... پرچم فقہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام فقہاء اس کے نیچے ہوں گے...... اور پرچم زہد حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام زہداء اس کے نیچے ہوں گے...... پرچم فقر حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام فقراء اس کے نیچے ہوں گے...... اور پرچم قرأت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا اور سب قرّاء اس کے نیچے ہوں گے...... اور پرچم اذان حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا اور

...ب مؤذنین اس کے نیچے ہوں گے..... اور پرچم مظلومیت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہوگا اور جو لوگ مظلومانہ شہید کیے گئے ہیں وہ سب اس کے نیچے ہوں گے۔

روز حشر کی طوالت سے لوگ گھبرا جائیں گے:

سورۂ مزمل میں ارشاد ہوتا ہے کہ قیامت کا دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا..... بعض محدثین نے لکھا ہے کہ حشر کا دن ہزار برس یا پچاس ہزار برس کا ہوگا..... مگر مسلمانوں پر یہ دن عنایت الٰہی کی وجہ سے دو رکعت نماز سے بھی زیادہ مختصر ہوگا..... روایت ہے کہ میدانِ حشر میں مخلوق کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی..... ہر صف کی لمبائی چالیس ہزار برس کی راہ کی ہوگی اور چوڑائی بیس ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگی..... ان میں تین صفیں مومنین کی اور باقی کفار کی ہوں گی..... (واللہ اعلم بالصواب)

تمام اہل محشر آفتاب کی تپش اور دھوپ کی گرمی کی تیزی سے تنگ اور سخت تکلیف اور پریشانی میں ہوں گے..... کوئی سایہ دار چیز میسر نہ ہوگی جس کے نیچے آرام کر سکیں..... اہل محشر حساب کتاب کے انتظار میں طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا ہوں گے اور جب اس طرح تکلیف پاتے دو سو برس گزر جائیں گے..... تب لوگ کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو کہ وہ ابوالبشر ہیں شاید ان کی سفارش سے حساب شروع ہو جائے..... تب وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے..... آپ جواب دیں گے کہ آج خداوند تعالیٰ کا نہایت غضب اور قہر ظاہر ہے..... میں سفارش کرنے سے عاجز ہوں..... پھر لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی اس طرح عذر کریں گے..... اسی طرح پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور پھر رفتہ رفتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سب اسی طرح عذر کریں گے..... پھر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر عرض کریں گے کہ آپ سردار الانبیا اور شافع محشر ہیں..... اللہ نے درجۂ شفاعت آپ کو عطا کیا ہے آپ ہماری شفاعت کیجیے..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے کہ

ہاں میں کروں گا...... تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں گریں گے اور اللہ کی نہایت حمد وثنا فرمائیں گے پھر حکم ہوگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سر اٹھاؤ جو مانگو گے وہ ملے گا...... شفاعت کرو قبول ہوگی...... یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام محمود پر تشریف لے جائیں گے...... مقام محمود کیا ہے؟...... اس کے متعلق کتب احادیث میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول منقول ہے کہ یہ شفاعتِ کبریٰ کا مقام ہے...... میدان حشر میں جس وقت تمام بنی آدم جمع ہوں گے اور ہر نبی و پیغمبر سے شفاعت کی درخواست کریں گے تو تمام انبیاء علیہم السلام عذر کریں گے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ تمام بنی آدم کی شفاعت فرمائیں گے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام محمود پر تشریف لے جا کر حمد وثنا فرمائیں گے اور اللہ سے اہل محشر کا حساب کتاب شروع کرنے کی سفارش فرمائیں گے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی التجا بارگاہ خداوندی میں قبول ہوگی اور ندا بلند ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اب زمین پر تجلی فرماتا ہے اور ہر ایک سے حساب لے کر انہیں ان کی سزا و جزا تک پہنچاتا ہے...... اسی عرصے میں ایک نور عظیم آتا ہوا معلوم ہوگا اور تمام ملائک صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے...... پھر خداوند تعالیٰ تجلی فرمائے گا...... ارشاد ہوتا ہے:

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۙ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ؕ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ (سورۃ الحاقہ، آیات ۱۶ تا ۱۸)

ترجمہ: اُس روز آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی...... فرشتے اس کے اطراف وجوانب میں ہوں گے...... اور آٹھ فرشتے اُس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے...... وہ دن ہوگا جب تم لوگ پیش کیے جاؤ گے...... تمہارا کوئی راز بھی چھپا نہ رہ جائے گا......

پھر صور کی تیسری آواز گونجے گی اور اللہ کی عدالت میں پیشی ہوگی:

پھر تیسری بار صور کی آواز گونجے گی اور پلک جھپکنے میں پیشی کا بندوبست ہو جائے گا...... لوگوں کی قطاریں لگ جائیں گی...... سب کے سب مالک کائنات کا اعلانِ عام کان لگا کر سن رہے ہوں گے......

ارشاد ہوگا کہ آج کسی کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوگی...... دنیا میں تم جو عمل کرتے رہے تھے آج ان کی جزا دی جائے گی...... یہاں کسی ناانصافی کا کوئی سوال نہیں...... جو بات بھی ہوگی ٹھیک ٹھاک ہوگی...... قرآن مجید میں بروز حشر رحمٰن کے حضور پیش ہونے والے گروہوں کے متعلق سورۃ الواقعہ میں ارشاد ہوتا ہے...... تم لوگ اس وقت تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے، دائیں ہاتھ والے، سو دائیں ہاتھ والوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا، اور بائیں ہاتھ والے، تو بائیں ہاتھ والوں کی بدنصیبی کا کیا ٹھکانہ، اور آگے والے تو پھر آگے ہی ہیں، وہ ہی تو مقرب لوگ ہیں......

پھر میزانِ عمل یعنی حساب کتاب شروع ہو جائے گا:

محشر میں ہر نیکی اور بدی کا حساب ہوگا...... سورۂ انبیاء میں ارشاد ہوتا ہے:

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ (سورۂ انبیاء، آیت ۴۷)

ترجمہ: قیامت کے روز ہم ٹھیک تولنے والے ترازو کو رکھ دیں گے...... پھر کسی شخص پر ذرّہ برابر ظلم نہ ہوگا...... جس کا رائی کے دانے کے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہوگا...... وہ ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لیے ہم کافی ہیں......

حساب کتاب کے لیے بندوں کے اعمال ترازو میں تولے جائیں گے اور ترازو کنارۂ عرش پر لٹکایا جائے گا...... اس ترازو کے دو پلڑے ہوں گے اور ایک پلڑا اس قدر بڑا ہوگا کہ اگر ایک پلڑے میں زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے رکھ دیں تو سب کچھ ان میں سما جائے گا...... سیدھے پلڑے میں نیکیاں تُلیں گی اور وہ پلڑا عرش کے سیدھے جانب اور جنت کی طرف ہوگا...... اور بائیں پلڑے میں بدیاں تُلیں گی اور وہ پلڑا عرش کے بائیں جانب اور دوزخ کی طرف ہوگا...... پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ تو دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی منزل گہری کھائی ہوگی......

مومنین کے اعمال کی کتاب سیدھے ہاتھ میں......اور کافروں کو الٹے ہاتھ میں پشت کی طرف سے تھمادی جائیں گی......جس کو سیدھے ہاتھ میں کتاب ملے گی اس کا حساب آسان ہوگا اور اپنے گروہ کی طرف خوش ہوتا ہوا جائے گا اور نجات پائے گا......جس کو پیٹھ کے پیچھے سے ملے گی وہ واویلا کرے گا اور جہنم میں جائے گا......عملوں کا حساب ضرور ہوگا......کسی کا حساب سرسری طور پر اور کسی کا شدت سے ہوگا......حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جانوروں تک کا فیصلہ فرمائے گا......سینگ والے نے بے سینگ والے جانور کو مارا ہے تو وہ بھی اس کو اسی طرح سے مارے گا......اس حساب کتاب کے بعد تمام حیوانات خاک کر دیے جائیں گے......اس وقت کافر حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہمیں بھی اسی طرح خاک کر دیا جاتا......

حساب کتاب کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس سے بھی حساب لیا گیا وہ مارا گیا......سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا اُس سے ہلکا حساب لیا جائے گا......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا...... وہ تو صرف اعمال کی پیشی ہے لیکن جس سے پوچھ گچھ کی گئی وہ مارا گیا......ایک اور روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ یاالٰہی! مجھ سے ہلکا حساب لے......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سلام پھیرا تو میں نے اس کا مطلب پوچھا......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا...... ہلکے حساب سے مراد یہ ہے کہ بندے کے نامۂ اعمال کو دیکھا جائے گا اور اس سے درگزر کیا جائے گا......اے عائشہ! اس روز جس سے پوچھ گچھ کی گئی وہ مارا گیا......

حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کے معاملات کا حساب ہوگا......بندوں کے باہمی حقوق کا فیصلہ ہوگا......خون کے معاملات کا حساب ہوگا......جس شخص نے کسی کو مارا ہوگا یا اس کا مال لیا ہوگا یا اسے گالی

ی ہوگی یا آبروریزی کی ہوگی تو مجرم سے اس کے جرم کے مقدار کے برابر اس کی نیکیاں لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی...... اگر مجرم کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے اسی قدر گناہ ظالم کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے اور اس پر عذاب کیا جائے گا...... معمولی سے معمولی گناہ کا حساب ہوگا...... قیامت میں وہ شخص مفلس ہوگا جس نے نماز وروزہ اور دیگر عبادات کے باوجود کسی کو گالی دی ہوگی یا ناحق قتل کیا ہوگا یا کسی کا مال چھینا ہوگا یا کسی کو ناحق ستایا ہوگا تو اُس کی سب نیکیاں مظلوم کو دے دی جائیں گی اور جب نیکیاں نہیں رہیں گی تو فرشتے مظلوموں کے گناہ اس کے حساب میں ڈال کر اس کو دوزخ میں لے جائیں گے...... اللہ تعالیٰ اس سے اپنی سب نعمتوں کا سوال کرے گا...... انسان کے اعضا اس کی نیکی اور بدی کے گواہ بن جائیں گے...... ناک، کان، آنکھ، دل وغیرہ سب کے متعلق انسان سے سوال ہوگا کہ کان سے اچھی باتیں سنی تھیں یا غیبت، بہتان اور فحش کلمات...... آنکھ سے اچھی چیزیں دیکھی تھیں یا بری چیزوں پر نظر ڈالتا تھا...... اس طرح عمر کے متعلق سوال ہوگا کہ اس کو کس چیز میں صرف کیا اور دل کے متعلق سوال ہوگا کہ دل میں خاص اللہ کی محبت رکھتا تھا یا مال اور اہل وعیال کو اللہ پر ترجیح دیتا تھا...... مال کے متعلق سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا...... بادشاہ سے رعایا اور انصاف کے متعلق، بیوی سے شوہر کے مال واسباب اور عزت وحرمت کی نسبت اور غلام سے آقا کے مال کی نسبت سوال ہوگا...... جو اِس حساب میں پورا اترے گا وہ نجات پائے گا ورنہ جہنم اُس کا مقدر بنے گا......

اللہ جل جلالہ، کی عدالت میں سب سے پہلا مقدمہ:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:...... سب سے پہلے جو مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوگا وہ مرد اور اس کی بیوی کا ہوگا اور بخدا وہاں زبانیں نہیں بولیں گی بلکہ عورت کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ اپنے شوہر پر کیا کیا عیب لگایا کرتی تھی اور اسی طرح مرد کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ اپنی بیوی کو کس طرح تکلیف وایذا

پہنچا تا تھا...... اس کے بعد ہر آدمی کے سامنے اس کے نوکر چاکر لائے جائیں گے اور ان کی شکایات کا فیصلہ کیا جائے گا...... پھر عام بازار کے لوگ جن سے اس کے معاملات رہے تھے وہ پیش ہوں گے...... اگر اس نے ان میں سے کسی پر بھی ظلم کیا ہوگا تو اس کا حق دلوایا جائے گا......

حشر کے دن مفلس کون ہوگا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی محفل میں لوگوں سے پوچھا: جانتے ہو مفلس کون ہوتا ہے؟...... لوگوں نے عرض کیا کہ ہم میں سے مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس مال ومتاع کچھ نہ ہو...... فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور زکوٰۃ ادا کر کے حاضر ہوا ہو مگر اس حال میں آیا ہو کہ کسی کو اس نے گالی دی تھی اور کسی پر بہتان لگایا تھا اور کسی کا مال مار کھایا تھا اور کسی کا خون بہایا تھا اور کسی کو مارا پیٹا تھا...... پھر ان سب مظلوموں میں سے ہر ایک پر اس کی نیکیاں لے لے کر بانٹ دی گئیں اور جب نیکیوں میں سے کچھ نہ بچا کہ ان کا بدلہ چکایا جا سکے تو ان میں سے ہر ایک کے کچھ کچھ گناہ لے کر اس پر ڈال دیے گئے اور وہ شخص دوزخ میں ڈال دیا گیا......

گناہ تین قسم کے ہوں گے ایک شرک جسے ہرگز نہ بخشا جائے گا...... دوسرے حقوق العباد کی نسبت جو گناہ ہیں ان گناہوں میں بلاشبہ فیصلہ اور قصاص ہوگا اور حقدار کو حق دلایا جائے گا...... پھر ہر ایک نیک و بد کی صف علیحدہ علیحدہ کھڑی کی جائے گی...... سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے آپ کی امت کے گروہ کے گروہ بخش دیے جائیں گے...... لیکن کافروں کی بخشش نہ ہوگی اور ان کی شفاعت کوئی نہ کرے گا...... اس کے بعد آفتاب و ماہتاب پروردگار کے حکم سے ایک شعاعِ نور کی مانند عرش میں مل جائیں گے اور آسمان پارہ پارہ ہو کر فنا ہو جائیں گے......

حساب کتاب کے بعد پل صراط طے کرنے کا مرحلہ آئے گا:

حساب کتاب کے بعد جنتیوں کو جنت میں داخل ہونے کا حکم ہوگا...... وہ پل صراط طے کر کے جنت میں داخل ہوں گے...... پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز رہگزر ہے جو دوزخ پر کھنچی ہوگی...... جنتیوں اور جہنمیوں کا گزر اس پر سے ہوگا......

صحیح مسلم میں ہے کہ جب پل صراط جہنم پر رکھا جائے گا تو ہر طرف تاریکی چھا جائے گی اور لوگوں کو پل صراط سے گزرنے کا حکم دیا جائے گا جو کہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا...... اُس وقت تمام انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ سے اپنی اپنی عافیت کی دعا مانگیں گے...... (صحیح مسلم)

پل صراط پر اندھیرا ہوگا...... سوائے ایمان کی روشنی کے کوئی اور روشنی نہ ہوگی...... منافق مرد اور عورتیں اُس وقت مومنین سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی روشنی میں چلیں...... پھر ان کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کی جائے گی...... اس کے اندر رحمت یعنی جنت ہوگی اور باہر عذاب ہوگا یعنی دوزخ...... پس جب منافقوں اور مومنوں کے بیچ میں دیوار کھڑی ہو جائے گی تو اس کے دروازے میں سے مومن جنت میں چلے جائیں گے اور منافق باہر عذاب میں مبتلا ہوں گے...... اس وقت منافقین حسرت کے ساتھ مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے جواَب تم نے ہمارا ساتھ نہ دیا...... مومن کہیں گے ہاں تم ساتھ تھے لیکن تم نے اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا اور تم ہمارے لیے برائی کے منتظر رہتے تھے اور دین میں تم نے شک کیا اور تمہاری آرزوؤں نے تم کو فریب میں ڈالا...... یہاں تک کہ حکم جدائی آ گیا یعنی موت......

سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو لے کر پل صراط پر سے گزریں گے اور آسانی سے گزر جائیں گے...... سوائے انبیاء علیہم السلام کے پل صراط پر سے گزرتے وقت کوئی کلام نہ کرے گا...... انبیاء کا کلام یہ ہوگا...... اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ ...... یعنی اے اللہ سلامت رکھنا سلامت

رکھنا..... مومنین اپنے اپنے درجوں کے مطابق مختلف رفتاروں سے یہ پل عبور کریں گے..... بعض تیز ہوا کے مانند..... بعض پرندوں کے مانند..... بعض تیز رفتار گھوڑے کی طرح..... بعض تیز رفتار اونٹ کے مانند اور بعض پیدل مسافر کی طرح اس پر سے گزریں گے..... دوزخی کٹ کٹ کر جہنم میں گر پڑیں گے لیکن اللہ مسلمانوں کو نجات دے گا.....

حوض کوثر پر اہل محشر کا ہجوم ہوگا:

حوض کوثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حق ہے..... آپ قیامت کے دن اس سے اپنی امت کو پانی پلائیں گے..... پھر ان کو پیاس نہیں لگے گی..... بعض کو قبر سے اٹھتے ہی پانی ملے گا اور بعض کو گناہوں کے سبب سے دیر میں ملے گا یہاں تک کہ بعض کو پل صراط پر سے گزرنے کے بعد اور بعض کو دوزخ سے نجات پا کر جنت میں جانے پر پانی ملے گا..... حوض کوثر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے..... اس کے پیالے تعداد میں آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں.....

دوزخ کے گرد دوزخیوں کا ہجوم اکٹھا ہو جائے گا:

حساب کتاب ختم ہو جانے کے بعد دوزخ کے گرد دوزخیوں کا جمگھٹا لگا ہوگا اور انہیں چن چن کر اس میں پھینکا جا رہا ہوگا..... دوزخی ذلت اور خوف کی حالت میں جہنم کے گرد گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہوں گے اور چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی شکل میں گھسیٹ گھسیٹ کر جہنم میں ڈالے جا رہے ہوں گے..... جو بغاوت و سرکشی میں بڑے ہوئے تھے انہیں چن چن کر جہنم میں پہلے پھینکا جا رہا ہوگا..... مومنین اس موقع پر دوزخیوں کے گھسیٹ گھسیٹ کر جہنم میں ڈالے جانے کا منظر دیکھ رہے ہوں گے..... وہ منظر بڑا عبرت ناک ہوگا کہ جب ایک طرف مومنین عزت و وقار کے ساتھ رحمٰن کے حضور لے جائے جا رہے ہوں گے اور دوسری طرف جہنمی ریوڑ کی صورت میں جہنم کی طرف لے جائے جا رہے ہوں گے..... اس وقت ان کی سفارش کرنے والا کوئی نہیں ہوگا.....

سورۂ مریم میں ارشاد ہوتا ہے:

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ
اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۝ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى
رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝

(سورۂ مریم، آیات ۶۸ تا ۷۲)

ترجمہ: تیرے رب کی قسم...... ہم ضرور ان سب کو اور ان کے ساتھ شیاطین کو بھی گھیر لائیں گے اور جہنم کے گرد لا کر انہیں گھٹنوں کے بل گرا دیں گے...... پھر ہر گروہ میں سے ہر اُس شخص کو چھانٹ لیں گے...... جو رحمٰن کے مقابلے میں زیادہ سرکش بنا ہوا تھا...... پھر یہ ہم جانتے ہیں کہ ان میں سے کون سب سے بڑھ کر جہنم میں پھینکے جانے کا مستحق ہے...... تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو جہنم پر وارد نہ ہو...... یہ ایک طے شدہ بات ہے جسے پورا کرنا تیرے رب کے ذمے ہے پھر ہم ان لوگوں کو بچا لیں گے جو دنیا میں متقی تھے اور ظالموں کو اس میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے......

جہنم میں کفار اور گنہگار مسلمان داخل ہوں گے اور وہاں طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہوں گے...... کفار ہمیشہ وہاں رہیں گے اور مومنین اپنے گناہوں کی سزا پا کر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے وہاں سے نجات پائیں گے......

جہنم میں کافروں کا داخلہ:

جب حساب کتاب ختم ہو جانے کے بعد یہ گنہگار جہنم کی طرف روانہ ہوں گے تو دور ہی سے محافظ انہیں دیکھ لیں گے...... ان کے نام ایک رجسٹر میں درج کیے جا رہے ہوں گے اور انہیں ان کا جرم بتا کر دوزخ میں ڈالا جا رہا ہو گا کہ تمہیں فلاں جرم کی وجہ سے یہاں لایا گیا ہے...... جہنم کے محافظین ان سے پوچھیں گے کیا تم ہی میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جنہوں نے تم کو تمہارے رب کی آیات سنائی

ہوں اور اس بات سے ڈرایا ہو کہ ایک وقت تمہیں یہ دن بھی دیکھنا ہے...... تو وہ جواب دیں گے کہ ہاں ضرور آئے تھے لیکن ہم نے مانا نہیں تھا اسی لیے اب یہ عذاب ہمیں مل رہا ہے...... پھر محافظ کہیں گے کہ چلو جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ یہاں تمہیں اب ہمیشہ رہنا ہوگا...... حقیقت یہ ہے کہ یہ متکبروں کے لیے بڑا ہی برا ٹھکانہ ہوگا......

جہنم کا منظر قرآن مجید میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ جہنم وہ جگہ ہے کہ نہ اس میں آدمی مرے گا اور نہ جیے گا اور بے شک جو شخص اپنے رب کے حضور مجرم کی حیثیت میں پیش ہوگا اُس کے لیے جہنم ہے...... ایسی جہنم کہ جس میں نہ آدمی مرے گا اور نہ جیے گا...... جہنمی وہ بدبخت لوگ ہوں گے کہ جن کے تواضع کے لیے جسم کو جھلسا دینے والی تیز لُو کی لپٹیں اور تیز کھولتا ہوا پانی ہوگا جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ پیاس بجھائے گا...... ان کے لیے سایہ بھی ہے لیکن سخت گرم دھویں کا سایہ جس میں دم گھٹ جائے گا...... سورۃ المرسلات میں جس سائے کا ذکر آیا ہے یہ سایہ بالکل اسی طرح کا ہوگا...... درحقیقت یہ جہنمیوں کی سزا اور ان کے ساتھ ایک مذاق ہوگا...... نہ اس میں ٹھنڈک ہوگی نہ تپش سے بچاؤ، نہ آرام، نہ راحت بلکہ ایک ایسی تیزی ہے جس سے دم گھٹ جائے گا...... یہ سختی ان کے دنیاوی کرتوتوں کا ٹھیک بدلہ ہوگا...... یہ وہ لوگ تھے جو دنیا کی رنگ رلیوں میں یوں کھو گئے تھے کہ انہیں مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر یقین نہیں تھا اور یہ ہی وہ لوگ تھے کہ کہتے تھے کہ جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں گے تو دوبارہ اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟...... لہٰذا یہ ان کی غفلت اور نافرمانی کی سزا ہوگی جس کا بدلہ انہیں دیا جائے گا......

جہنمیوں کی ضیافت... زقوم کا پھل اور کھولتا ہوا پانی:

جہنم کی سختیوں اور عذاب کا مختصر بیان یہ ہے کہ زقوم کا درخت گنہگاروں کا کھانا ہے جو گلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا اور پیٹ میں گرم پانی کی مانند جوش مارے گا...... دوزخی کے واسطے حکم ہوگا کہ اسے پکڑو اور بیچ دوزخ کے گھسیٹ کر لے جاؤ پھر اس کے سر پر گرم پانی ڈالو......

سورۃ الواقعہ میں ارشاد ہوتا ہے:

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۙ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ﴿۵۲﴾ (سورۃ الواقعہ، آیات ۵۱ تا ۵۲)

ترجمہ: پھر اے گمراہوں اور دین حق کو جھٹلانے والوں تم زقوم کا کھانا کھانے والے ہو......

یہ زقوم کیا ہے؟...... علمائے کرام نے لکھا ہے کہ یہ ایک ایسا پھل ہے جو خشک، مسلا ہوا، باریک کانٹوں والا پھل ہے، جس کو چھونے سے ہاتھ زخمی ہوتے ہیں اور نگلنے سے حلق خشک ہوتا ہے...... دنیا کے پھلوں میں سے اسے تھوہڑ کے پھل سے تشبیہ دی جا سکتی ہے جو کہ صحراؤں میں عموماً پایا جاتا ہے...... اس کا رس ایسا ہے جیسے تیل جل جانے کے بعد جو باقی گندا تیل بچ جاتا ہے اور پیٹوں میں ایسے کھولتا ہے کہ جیسے ابلتا ہوا پانی...... کہتے ہیں کہ زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں آ پڑے تو اہل دنیا کی زندگی اس سے فنا ہو جائے...... جب جہنمیوں پر سخت بھوک کا عالم ہوگا تو وہ اس خاردار پھل کو پیٹ بھرنے کے لیے نگلیں گے...... اس سے بھوک تو کیا خاک دور ہوگی بلکہ اس کے کھانے سے ان کی تکلیف اور بڑھ جائے گی...... یہ ایسا خشک، کڑوا کسیلا اور خاردار پھل ہے جسے حلق سے نیچے اتارنے کے لیے پھر ان کو پانی کی ضرورت پڑے گی سو وہ غٹاغٹ پانی تو ضرور پئیں گے لیکن کیسا پانی؟...... کھولتا ہوا پانی...... جس سے پیاس کبھی نہیں بجھتی...... بس وہ اُس اونٹ کی طرح اسے پیتے چلے جائیں گے جسے اِستِسقاء کا مرض ہو...... جس کی پیاس کبھی نہیں بجھتی...... جس سے آنتیں گل سڑ رہی ہوں گی اور پیٹ جھلس کر کباب بن جائیں گے...... قیامت کے روز بس یہی ان کی ضیافت ہے......

اس ضیافت سے جہنمیوں کی حالت کیا ہوگی؟...... اس کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ الزمر میں اس طرح بیان ہوا ہے......

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾

(سورۃ الزمر، آیت ۲۴)

ترجمہ: اب اس شخص کی بدحالی کا تم کیا اندازہ کر سکتے ہو جو قیامت کے روز عذاب کی سخت مار اپنے منہ پر لے گا، ایسے ظالموں سے تو کہہ دیا جائے گا کہ اب چکھو مزا اُس کمائی کا جو تم کرتے رہے تھے......

دوزخیوں کے لیے آگ ہی آگ:

دوزخیوں کو جب آگ میں دھکیلا جائے گا تو وہ دوزخ کی آگ کو دونوں ہاتھوں اور پیروں سے روکنے کی کوشش کریں گے لیکن اسے روک نہیں پائیں گے...... دنیا میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر چہرے پر کوئی ضرب پڑ رہی ہو یا آگ کی تپش آ رہی ہو تو چہرے کو جھلسنے سے بچانے کے لیے دوسرے اعضاء خود بخود ڈھال بن جاتے ہیں لیکن جہنم کی آگ ایسی ہوگی کہ انسان اپنے چہرے کو ڈھال بنانے کی کوشش کرے گا...... وہ دیوانہ وار اپنے چہروں اور پیٹھوں کو آگ سے بچائے گا لیکن وہ انہیں اپنی مضبوط گرفت میں لیتی جائے گی...... آگ اچانک ان پر جھپٹ جھپٹ کر حملے کر رہی ہوگی...... وہ ہمت ہار کر ہاتھ پاؤں مارنے سے رک جائیں گے اور خود کو آگ کے سپرد کر دیں گے......

جہنمیوں کا لباس کیا ہوگا:

جہنم میں دوزخیوں کے لیے آگ کا لباس ہوگا...... یعنی آگ کو کاٹ کر سب کے لیے علیحدہ علیحدہ کپڑے تیار کیے جانے کا ذکر ہے...... یہ ذکر قرآن مجید کی سورۂ حج میں اس طرح ہے......

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ (سورۂ حج، آیات ۱۹ تا ۲۲)

ترجمہ: ان میں سے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا...... ان کے لیے آگ کے لباس کاٹے جا چکے ہیں...... ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں بلکہ پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے اور ان کی خبر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے...... جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوششیں کریں گے...... پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے...... اور حکم ہوگا کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزا...... (سونا، چاندی اور دنیا میں جمع کی ہوئی دولت جس سے اللہ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا نہ کیے گئے ہوں، قیامت کے روز اُسے دہکا کر جمع کرنے والوں کے جسم داغے جائیں گے)

جہنم کے طبقات:

جہنم کے سات طبقات ہیں ..... ان ساتوں طبقوں میں کم یا زیادہ عذاب ہے ..... ہر قوم کے گناہوں کے مطابق انہیں علیحدہ علیحدہ داخل کیا جائے گا ..... دوزخیوں کے لیے ان طبقات میں طرح طرح کے عذاب ہوں گے .....

۱) ..... جَهَنَّمْ ..... (یہاں گناہگار مسلمان جب تک اللہ چاہے گا اپنے گناہوں کے موافق عذاب پائیں گے)

۲) ..... لَظٰی ..... (اس طبقے میں نصاریٰ کو عذاب دیا جائے گا)

۳) ..... حُطَمَه ..... (اس طبقے میں یہود کو عذاب دیا جائے گا)

۴) ..... سَعِيْر ..... (یہاں "صابی" یعنی ستارہ پرست اپنے کرتوتوں کی سزا بھگتیں گے)

۵) ..... سَقَرْ ..... (یہاں مجوسی یعنی آتش پرست اپنے گناہوں کی سزا پائیں گے)

۶) ..... جَحِيْم ..... (اس طبقے میں مشرکین کو عذاب دیا جائے گا)

۷) ..... بَاْدِيَه ..... (اس طبقے میں منافقین کو عذاب دیا جائے گا)

دوزخ کا ادنیٰ ترین عذاب یہ ہوگا کہ آگ کی نعلین دوزخی کو پہنائی جائیں گی جن سے ان کا دماغ ہانڈی کی طرح ابلے گا ..... وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ مجھ پر عذاب ہے ..... حالانکہ اس پر دوسروں سے کم عذاب ہوگا ..... دوزخ کے ساتوں طبقوں میں سے اس طبقے میں جس میں کم عذاب ہے اور جہنم جس طبقے کا نام ہے اس کا عالم یہ ہے کہ اس میں ستر ہزار آگ کے ٹھاٹھیں مارتے دریا ہیں اور ہر دریا میں ستر ہزار سانپ اور ستر ستر ہزار بچھو ہیں ..... ہر ایک سانپ کے ستر ستر ہزار سر ہیں ..... ستر ستر ہزار پھن اور ہر پھن میں ستر ستر ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان میں ستر ستر ہزار تھیلیاں زہر سے بھری ہوئی ہیں کہ اگر ایک قطرہ اس زہر کا زمین پر آ گرے تو تمام پہاڑ اور زمین پانی ہو کر بہہ جائیں اور ہر بچھو کی ستر ستر ہزار دُم اور ہر دُم میں تین گرہ اور ہر گرہ میں ستر ستر ہزار تھیلیاں زہر کی ہیں کہ اگر ایک قطرہ اس کا زمین پر آئے تو تمام زمین اور پہاڑ راکھ ہو کر اڑ جائیں ..... (واللہ اعلم بالصواب)

جہنمی موت مانگیں گے مگر انہیں موت نہ آئے گی:

روایات میں آتا ہے کہ جہنمی ستر گز کی زنجیروں میں جکڑے ہوں گے...... وہ زنجیر ایسی گرم ہوگی کہ اگر پہاڑ پر رکھی جائے تو وہ موم کی طرح پگھل جائے اور گندھک کے لباس پہنا کر آگ میں ڈالے جائیں گے...... گندھک سے اور زیادہ آگ بھڑکتی ہے اس سے جہنمی منہ تک آگ میں ڈوب جائیں گے...... اور ان کو پانی کی جگہ پیپ پلائی جائے گی...... وہ اسے ایک ایک گھونٹ کر کے پئیں گے مگر گلے سے نہ اتار سکیں گے......

حدیث پاک میں آیا ہے کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے...... دوزخ میں لکڑی کی جگہ پہاڑ جلائے جائیں گے...... لکڑی کے مقابلے میں پتھر کی آگ نہایت تیز اور شدید ہے...... اس آگ سے جہنمیوں کی کھال جل جائے گی تو اسی وقت دوسری جلد تیار ہو جائے گی اور گلے میں ایسے گرم طوق اور زنجیریں ہوں گی جن کی گرمی سے پہاڑ موم ہو جائے...... ان عذابوں سے اہل جہنم کو موت کا ساد کھ ہوگا لیکن موت نہ آئے گی کہ مر کر چھوٹ جائیں...... پس جب دوزخی موت مانگیں گے تو موت نہ آئے گی...... جہنمی اللہ سے التجا کریں گے کہ اب ہم کو دوبارہ دنیا میں بھیج ہم کبھی نافرمانی نہ کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا...... پھر موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور مومنین کو جنت میں حیات جاودانی عطا کر دی جائے گی جبکہ جہنم کفار کا ہمیشہ کا ٹھکانا قرار پائے گی...... آخر کار وہ مرحلہ آجائے گا جب اہل جنت، جنت میں...... اور اہل جہنم، جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے......

جامع ترمذی میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا...... قیامت کے روز موت ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں جنت اور جہنم کے درمیان لائی جائے گی اور اسے ذبح کیا جائے گا...... جنتی اور جہنمی لوگ اسے دیکھ رہے ہوں گے...... اگر خوشی سے مرنا ممکن ہوتا تو جنتی خوشی سے مر جاتے اور غم سے مرنا ممکن ہوتا تو جہنمی غم سے ہلاک ہو جاتے...... موت کی

ہلاکت کے بعد ہمیشگی کی زندگی کا آغاز ہو جائے گا اور جہنمی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں اور جنتی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں قیام کریں گے...... کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے...... ہشاش بشاش اور خوش و خرم ہوں گے اور کچھ چہروں پر اس روز خاک اڑ رہی ہو گی اور سیاہی چھائی ہوئی ہو گی...... یہ ہی کافر و فاجر لوگ ہوں گے...... اللہ رب العزت ہمیں کافر و فاجر ہونے سے بچائے...... ہم پر رحم فرمائے...... بے شک اگر اس نے ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم سے زیادہ خسارے میں کوئی نہ ہو گا......

اس مناجات کے ساتھ اپنی معروضات کا اختتام کرتا ہوں کہ

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے
کبھی غور سے یہ بھی دیکھا ہے تُو نے
جو آباد تھے وہ محل اب ہیں سُونے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے
مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

اَجل نے ہی چھوڑا نہ کسریٰ نہ دارا
اِسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
ہر ایک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

یہ ہی تجھ کو دُھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو پاگل بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا
اَجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

بڑھاپے سے پا کر پیامِ قضا بھی
نہ چونکا نہ سنبھلا نہ سمجھا ذرا بھی
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی
جنوں کب تلک ہوش میں اب تُو آ بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

جب اِس بزم سے اُٹھ گئے دوست اکثر
اور اُٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر
یہ ہر وقت پیشِ نظر جب ہے منظر
یہاں پر تیرا دل بہلتا ہے کیونکر
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

جہاں میں کہیں شورِ ماتم بَپا ہے
کہیں فقر و فاقے سے آہ و بُکا ہے
کہیں شکوۂ جور و مکر و دغا ہے
غرض ہر طرف سے یہ ہی بس صدا ہے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

*****

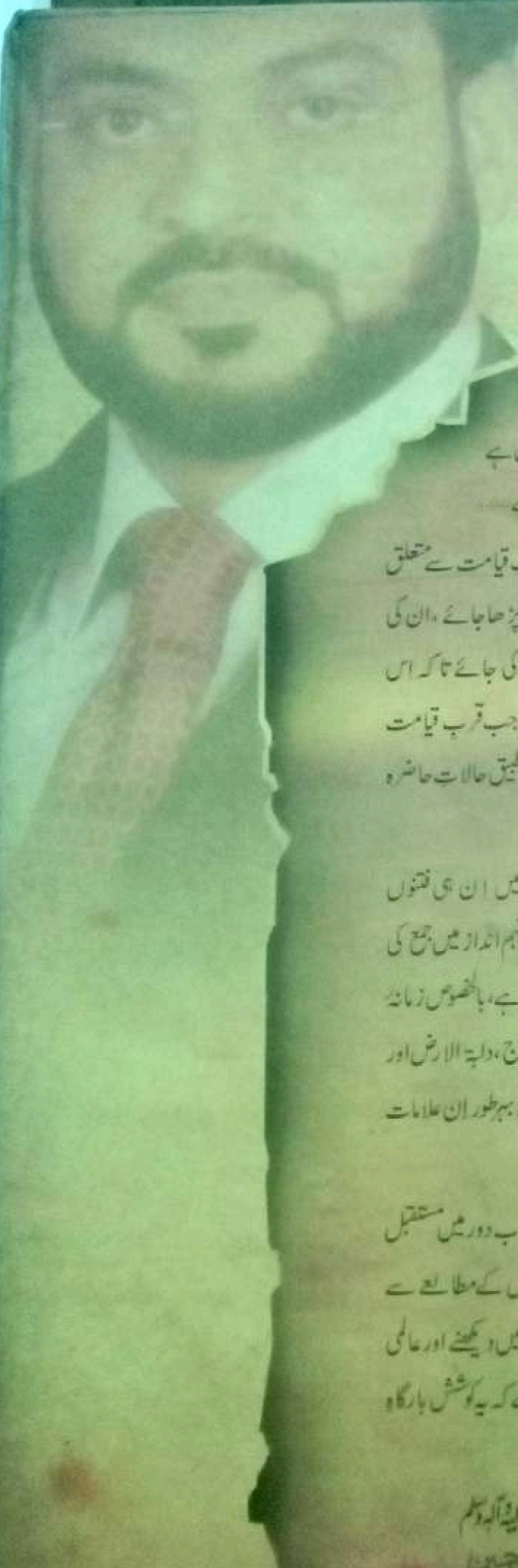

آثار قیامت

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں بنی نوع آدم کو ہر شعبۂ زندگی میں اپنی بصیرت افروز ہدایات سے نوازا ہے وہیں آپ نے اپنی امت کو قیامت سے قبل آنے والے فتنوں اور علامات سے بھی خبردار فرمایا ہے

کتب احادیث میں باقاعدہ ایک مستقل باب ان احادیث مبارکہ پر مشتمل ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان فتنوں اور علامتوں کی خبر دی ہے......

جس دورِ پُرفتن میں ہم جی رہے ہیں وہ اس امر کا متقاضی ہے کہ قربِ قیامت سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئیوں اور علامات کو بغور بلکہ بار بار پڑھا جائے، ان کی روشنی میں اپنا محاسبہ کیا جائے اور آنے والے امتحانِ عظیم کی مکمل تیاری کی جائے تاکہ اس امتحان میں ہمیں رسوائی نہ اٹھانی پڑے مگر یہ سب اسی صورت ممکن تھا کہ جب قربِ قیامت سے متعلق یہ تمام احادیث مبارکہ عام فہم انداز میں یکجا ہوں نیز یہ کہ ان کی تطبیق حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں کی جائے......

زیرِ نظر کتاب ''آثارِ قیامت'' اسی طرح کی ایک کوشش ہے جس میں ان ہی فتنوں اور علاماتِ قیامت سے متعلق معلومات، احادیث کی مستند کتابوں سے عام فہم انداز میں جمع کی گئی ہیں اور ان احادیث کی عصرِ حاضر سے تطبیق کی ادنیٰ سی ایک سعی کی گئی ہے، بالخصوص زمانۂ امام مہدی، نزولِ مسیح علیہ السلام، جنگِ عظیم، خروجِ دجال، فتنۂ یاجوج ماجوج، دابۃ الارض اور دیگر علاماتِ کبریٰ پر نہایت مفصل انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ قارئین بہتر طور ان علامات سے واقف ہو سکیں......

ایمان کی تازگی، خود احتسابی، آخرت کی تیاری اور اس پُرفتن و پُرآشوب دور میں مستقبل کے لائحہ عمل کے تعین کے حوالے سے یہ تصنیف ایک ایسی علمی کاوش ہے جس کے مطالعے سے قارئین کو اس عہد کے حالات و واقعات کو اسلامی روایات کے آئینے میں دیکھنے اور عالمی منظرنامے کو حقیقت پسندی کی کسوٹی پر پرکھنے میں بڑی مدد ملے گی دعا ہے کہ یہ کوشش بارگاہِ رب العزت میں قبولیت کے شرف سے بہرہ ور ہو...... (آمین)

سگِ کوچۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ڈاکٹر عامر لیاقت حسین